امام ابن حبانؒ

جناب عبدالرشید عراقی صاحب

امام ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) کا شمار ممتاز محدثین میں ہوتا ہے۔ حدیث میں ان کو غیر معمولی امتیاز اور کمال حاصل تھا۔ مؤرخین اور ارباب سیر نے ان کو حدیث اور متعلقاتِ حدیث میں وسیع نظر رکھنے کا اعتراف کیا ہے۔ حدیث میں ان کے کارنامے غیر معمولی ہیں۔ امام ابن حبانؒ نے علومِ حدیث میں جو حیرت انگیز خدمات سرانجام دی ہیں۔ اس کا اعتراف تمام ائمہ فن نے کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) نے میزان الاعتدال میں امام ابوعبداللہ حاکم (م ۴۰۵ھ) کا یہ قول نقل کیا ہے کہ

"حدیث میں ان کی کتابیں یادگار ہیں"[1]

امام ابن حبان کا حافظہ غیر معمولی تھا۔ علمائے فن نے ان کی ذہانت اور قوتِ حافظہ کا اعتراف کیا ہے اور ان کی ثقاہت پر ائمہ فن کا اعتراف ہے۔

علامہ ابن العماد الحنبلی (م ۱۰۸۹ھ) لکھتے ہیں کہ

"امام ابن حبان حافظ، ثابت اور امام حجت تھے"[2]

حدیث کے علاوہ فقہ میں بھی امام ابن حبان کو غیر معمولی درک حاصل تھا۔ فقہ میں آپ

---

[1] حافظ ابن حجر، میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۳۹۔
[2] ابن العماد الحنبلی، شذرات الذہب جلد ۳ ص ۱۶۔

نے امام ابن خزیمہ (م ۳۱۱ھ) سے استفادہ کیا تھا۔ اور علمائے فن نے فقہ میں ان کے کمال و امتیاز کا اعتراف کیا ہے۔

حافظ ذہبی (م ۷۴۸ھ) نے تذکرۃ الحفاظ میں امام ابو عبداللہ حاکم (م ۴۰۵ھ) کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

"ابن حبان علمِ فقہ کا خزانہ تھے"[1]

علامہ سبکی (م ۷۷۱ھ) نے طبقات الشافعیہ الکبریٰ میں امام حاکم کا یہی قول نقل کیا ہے[2]۔ دوسرے دینی علوم یعنی لغت، عربیت، صرف و نحو، ادب، تاریخ، فلسفہ و کلام، طب و نجوم اور جغرافیہ میں بھی کامل دستگاہ رکھتے تھے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) لکھتے ہیں۔

سوائے علم حدیث و علوم دیگر ہم داشت فقہ و لغت طب و نجوم، فلک و ہندسہ را نیک میدانست[3]

وہ علمِ حدیث کے علاوہ دوسرے علوم میں بھی درک رکھتے تھے۔ فقہ، لغت، طب و نجوم فلکیات اور ہندسہ سے بھی خوب واقف تھے۔

ان گوناگوں علوم سے واقفیت و معرفت امام ابن حبان کی جامعیت کا ثبوت ہے — ارباب سیر نے لکھا ہے کہ علمائے اسلام میں ایسے جامع کمالات لوگ کم گزرے ہیں۔ جن کو اتنے علوم میں اس قدر رسوخ اور مکمل مہارت حاصل رہی ہو۔ ان میں کمالات اور جامعیت کی وجہ سے ارباب سیر نے انھیں امام عصر اور العالم البحر کے القاب سے یاد کیا ہے[4] علم و فضل میں کمال امتیاز کی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو فہم و فراست اور عقل و دانش

---

[1] ذہبی، تذکرۃ الحفاظ جلد ۳ ص ۳۹۔

[2] تقی الدین سبکی، طبقات الشافعیہ جلد ۳ ص ۱۴۷۔

[3] شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، بستان المحدثین ص ۴۰۔

[4] ذہبی، تذکرۃ الحفاظ جلد ۳ ص ۱۳۴، ابن حجر عسقلانی، لسان المیزان جلد ۵ ص ۱۱۴۔

سے بھی نوازا تھا۔

امام ابو عبداللہ حاکم (م ۴۰۵ھ) اور علامہ خطیب بغدادی (م ۴۶۳ھ) نے ان کی فہم و فراست کا اعتراف کیا ہے۔ اور ان کو عقلاء رجال میں بتایا ہے [1]

امام ابن حبانؒ کے علم و فضل اور جامعیت میں کمال کی بنا پر ان کی شہرت چار دانگِ عالم میں ہو گئی۔ ان کی مقبولیت و شہرت کا یہ حال تھا کہ جب آپ سیر و سیاحت کے بعد اپنے وطن تشریف لاتے تو اُن کے گھر پر شائقین علم اور طالبینِ فیض کا اژدہام رہتا تھا [2]

امام ابن حبان کے فقہی مسلک کے بارے میں اربابِ سیر نے سکوت اختیار کیا ہے۔ تاہم بعض علمائے کرام نے اس کو شافعی المذہب لکھا ہے اور بعض علمائے کرام نے لکھا ہے کہ ابن حبان کسی خاص مسلک سے وابستہ نہ تھے۔ بلکہ اپنے استاد ابن خزیمہ (م ۳۱۱ھ) کی طرح تقلید کے بجائے تفقہ و اجتہاد سے کام لیتے تھے۔ حافظ ابن کثیر (م ۷۷۴ھ) نے ان کو مجتہدین میں شامل کیا ہے [3]۔ امام ابن حبان زہد و ورع میں بھی ممتاز تھے۔ اور اس کے ساتھ بہت فیاض اور سخی بھی تھے۔ دُور دراز کے جو لوگ ان سے تعلیم حاصل کرنے کے لیے آتے تھے، ان کے طعام اور مصارف خود ہی برداشت کرتے تھے [4]۔

ابن حبان پر بدعقیدگی کا الزام اور اس کا جواب

امام ابن حبان پر بدعقیدگی کا الزام عاید کیا گیا۔ علمائے کرام اور ائمہ فن نے اس الزام کی اصل حقیقت واضح کی ہے پہلے الزام ملاحظہ فرمایئے اور اس کے بعد ائمہ فن نے جو اس کا جواب دیا ہے وہ ملاحظہ فرمائیں:

حافظ شمس الدین ذہبی (م ۷۴۸ھ) نے تذکرۃ الحفاظ میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی

---

[1] ذہبی، "تذکرۃ الحفاظ" جلد ۳ ص ۱۳۴
[2] ایضاً جلد ۳ ص ۱۲۴
[3] ابن کثیر، البدایہ والنہایہ جلد ۱۱ ص ۲۵۹
[4] ابن حجر، لسان المیزان جلد ص ۱۱۴

دم ۵۲ھ ہے ۔میزان الاعتدال اور لسان المیزان میں اس اعتراض کو نقل کیا ہے کہ:

"ابو اسمٰعیل انصاری کہتے ہیں کہ میں نے عبدالصمد سے اور انہوں نے اپنے والد محمد سے سنا کہ لوگوں نے ابن حبان کے قول (النبوۃ العلم والعمل یعنی نبوت علم و عمل ہے) کی وجہ سے ان پر نکیر کی ہے ۔ الحاد و زندقہ کا الزام لگایا ۔ اور ان سے قطع تعلق کر کے خلیفہ سے ان کی شکایت کی ۔ خلیفہ نے ان کے قتل کا حکم دیا ۔ ابو اسمٰعیل کہتے ہیں ۔ مگر میں نے عبدالصمد کے علاوہ دوسرے شخص سے یہ سنا کہ اس کی وجہ سے وہ جلا وطن کر کے سمرقند بھیج دیئے گئے تھے ۔"[1]

اس اعتراض کے جواب میں علامہ ذہبی دم ۷۴۸ھ لکھتے ہیں:

"جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد (الحج عرفۃ) یعنی حج عرفہ ہے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حج کی ادائیگی کے لیے صرف عرفہ میں قیام کر لینا کافی ہے ۔ اور نہ تنہا عرفہ میں قیام سے حج کے تمام ارکان و مناسک ادا ہو جائیں گے بلکہ آپ کا مقصد حج کے سب سے اہم ضروری اور مقدم رکن کو بیان کرنا ہے ۔ اسی طرح ابن حبان کے قول (النبوۃ العلم والعمل) یعنی نبوت علم و عمل کا نام ہے) کا منشا یہ ہے کہ نبوت کی اہم اور ضروری حقیقت علم و عمل میں نبی کا کمال و انتہا ہے اور کوئی شخص ان میں درجۂ کمال کو پہنچے بغیر نبی نہیں ہو سکتا ۔ یہ صحیح ہے کہ نبوت وہ مخصوص موہبتِ الٰہی اور عطیۂ ربانی ہے ، جس کے لیے اللہ اپنے علم و عمل والے بندے کا انتخاب کرتا ہے ۔ اس میں آدمی کے کسب اور حیلہ و تدبیر کا کوئی دخل نہیں ہوتا ۔ اور نہ وہ ریاضت اور محنت سے حاصل کی جا سکتی ہے ۔ اسی سے علم نافع اور عمل صالح کا سرچشمہ پھوٹتا ہے ۔ اس نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو ابن حبان کے مذکورہ بالا قول سے کوئی خرابی اور قباحت

---

[1] ذہبی ، تذکرۃ الحفاظ جلد ۳ ص ۱۳۵ ، ابن حجر عسقلانی ، میزان الاعتدال جلد ۳ ، ص ۳۹ ، لسان المیزان جلد ۵ ص ۱۱۳ ۔

نظر نہیں آتے گی۔ البتہ مطلق شکل میں ان سے جو منقول ہے۔ وہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ اس کی حیثیت ایک فلسفیانہ رائے وخیال کی ہے۔[1]

حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۲۵ھ) نے بھی اسی رائے وخیال کا اظہار کیا ہے اور آخر میں لکھتے ہیں کہ:

"تاہم کسی کے لیے اس طرح کی بات مطلقاً اور بلا قرینہ کہنا درست نہیں ہے۔ اگر ابن حبان کا مقصد صرف یعنی نبوت صرف علم وعمل ہی کا نام ہے تو بلا شبہ یہ زندقہ اور فلسفیانہ موشگافی ہوگا۔"[2]

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) ابن حبان کے قول النبوۃ العلم والعمل کے بارے میں فرماتے ہیں۔

"مگر انصاف کی بات یہ ہے کہ ابن حبان کا یہ قول (النبوۃ العلم والعمل) عقاید صحیحہ کے چنداں خلاف نہیں۔ کیونکہ ان کا مطلب یہ نہیں تھا کہ نبوت کوئی کسبی چیز ہے۔ جو علم وعمل کی ریاضت سے حاصل ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ فلاسفہ کا مذہب ہے۔ بلکہ ان کی غرض یہ ہے کہ نبوت کے لیے انسان میں اس نفس ناطقہ کا پایا جانا لازمی ہے۔ جو علم وعمل میں نمایاں زیادتی رکھتا ہے۔ اس کے بعد ہی اس کو وہبی طور پر نبوت عطا کی جاتی ہے۔ قرآن مجید کی اس آیت میں اسی کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔

اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ[3]

"اللہ خوب جانتا ہے کہ اپنی رسالت ونبوت سے کس کو سرفرازکرے۔"

[1] ذہبی، تذکرۃ الحفاظ جلد ۳ ص ۱۳۵۔

[2] ابن حجر عسقلانی، میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۳۹، لسان المیزان جلد ۵ ص ۱۱۳، ۱۱۴۔

[3] الانعام ۔ ۱۲۴۔

رہا یہ عقیدہ کہ انبیاء علیہ السلام کو علمی و عملی استعداد میں دوسرے افراد پر برتری حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ خدا تعالیٰ محض اپنے حکم و فیصلہ سے برابر برابر صلاحیت رکھنے والے لوگوں میں سے کسی ایک شخص کو زبردستی نبوت سے سرفراز کر دیتا ہے۔ تو یہ بات ہرگز دین و شریعت سے ثابت نہیں ہے۔

یا ابن حبان کا منشا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو نبوت عطا کیے جانے کے بعد علم و عمل دونوں اعتبار سے فوقیت اور برتری حاصل ہو جاتی ہے۔ اس لیے وہ معصوم اور گناہوں سے محفوظ رہتے ہیں، تو یہ ایسی بات ہے جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔"[1]

ان توجیہات سے ثابت ہوتا ہے کہ ابن حبان کے قول النبوۃ العلم والعمل میں بھی الزام و اعتراض اور الحاد و بدعقیدگی کی کوئی بات نہیں۔ زیادہ سے زیادہ اس کو سوئے تعبیر کہا جا سکتا ہے۔

اور یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اتنے بڑے محدث کبیر پر سوئے تعبیر کی کیا وجہ، اتنا بڑا الزام کیوں عاید کیا گیا۔ اس کا جواب بھی ائمہ فن نے دیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) نے امام حاکم (م ۴۰۵ھ) کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

"امام ابو حاتم (ابن حبان)، نہایت عالی مرتبہ تھے۔ اس بنا پر اس سے حسد کیا جاتا تھا۔"[2]

اور خوارج ابن حجر فرماتے ہیں:

"بجز عناد و تعصب کے ان پر اس الزام کے عاید کرنے کی اور کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ وہ یگانہ روزگار اور غیر معمولی ذہین اور طباع تھے۔ ان کا حافظہ بے مثال تھا۔"[3]

---

[1] شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، بستان المحدثین ص ۱۰۴

[2] ابن حجر، لسان المیزان جلد ۵ ص ۱۱۵۔ [3] ایضاً ص ۱۱۴۔

تصنیفات امام ابن حبان کا شمار ان علمائے اسلام میں ہوتا ہے، جنہوں نے بے شمار علمی کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔ ان کی تمام تصنیفات کیفیت و کمّیت کے اعتبار سے اہم ہیں۔ امام حاکم (م ۴۰۵ھ) فرماتے ہیں کہ ابن حبان نے فنِ حدیث وغیرہ میں بیش قیمت اور عدیم المثال کتابیں لکھی تھیں[1] مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے تذکرۃ المحدثین میں ابن حبان کی کتابوں کی جو فہرست دی ہے ان کی تعداد ۵۸ ہے[2] تاہم آپ کے لیے درج ذیل کتابوں کا مختصر تعارف پیشِ خدمت ہے۔

کتاب الہدایہ الی علم السنن امام ابن حبّان کی یہ کتاب حدیث و فقہ کی جامع کتاب ہے۔ اس میں ہر حدیث کی حکیمانہ اور فقہی تشریح کی گئی ہے۔ اور اس کے ساتھ روایات کی کمی بیشی اور فرق و اختلاف کی صراحت کی گئی ہے[3]

کتاب الجرح والتعدیل یہ کتاب دس جلدوں میں ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) نے لسان المیزان کے مقدمہ میں اس پر نقد کیا ہے[4]

کتاب الثقات یہ رجال کی مبسوط، اہم اور شہرۂ آفاق کتاب ہے۔ اس کی اہمیت کے لیے یہ بات کافی ہے کہ اس کے بعد فنِ رجال پر جو کتابیں لکھی گئیں۔ ان سب میں اس کتاب کے حوالے ملتے ہیں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) نے عجالہ نافعہ میں ابن حبان کی ایک عبارت اس کتاب سے متعلق نقل کی ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں:

”اس میں صرف انہی ثقات کا ذکر ہے، جن کی روایتوں سے احتجاج جائز ہے۔ جن راویوں کی بعض لوگوں نے تضعیف کی ہے وہ بھی اس میں شامل کیے گئے ہیں۔ بشرطیکہ وہ میرے معیار کے مطابق ثقہ ہوتے۔ میں نے

[1] ضیاء الدین اصلاحی، تذکرۃ المحدثین جلد ۲ ص ۱۳۱۔
[2] ایضاً ص ۱۳۱۔
[3] معجم البلدان جلد ۲ ص ۷۸۔
[4] ابن حجر، لسان المیزان مقدمہ ص ۶۔

اپنے اُصول اور معیار کو کتاب الفصل بین النقلہ میں تحریر کیا ہے۔ جو لوگ اس معیار و اُصول کے مطابق ضعیف ہیں یا جن کی روایتوں سے استدلال روا نہیں ہے۔ میں نے ان کو اس میں شامل نہیں کیا ہے۔ ان لوگوں کا کتاب الضعفاء میں ذکر ہوگا"[1]

صحیح ابن حبان اس کا نام " التقاسیم والانواع" بھی ہے۔ یہ حدیث کی مشہور اور اہم کتاب ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) طبقاتِ کتبِ حدیث کے تیسرے طبقہ میں اس کو شمار کیا ہے[2]

علامہ عبدالحی بن عماد الحنبلی (م ۱۰۸۹ھ) اس کے متعلق لکھتے ہیں:

"صحیح ابن حبان صحت کے لحاظ سے بہت اہم کتاب ہے۔ بعض علمائے کرام نے اس کو صحیح ابن خزیمہ کے بعد رکھا ہے، اور بعض علمائے کرام نے سنن ابن ماجہ کے بعد سب سے زیادہ صحیح روایات کا مجموعہ صحیح ابن حبان کو قرار دیا ہے۔ اس کو محدث ابن حبان نے فقہی ابواب پر مرتب کیا ہے۔ اور اس کے ساتھ امام صاحب نے ہر حدیث کے آخر میں رجال و اسناد کی تحقیق بھی کی ہے۔ حدیث کے مفہوم کی تعیین و وضاحت اور اسناد و فنون کی فنی بحثیں بھی کی ہیں، اور کئی دوسرے مفید معلومات بھی بیان کئے ہیں۔ کتاب کے عنوانات سے امام ابن حبان کی علم حدیث میں فقہی بصیرت اور عالمانہ ژرف نگاہی، اور سنت سے مکمل واقفیت کا پتہ چلتا ہے"[3]

صحیح ابن حبان کی اہمیت کے پیش نظر علمائے کرام نے اس کے حواشی و مختصرات ترتیب دیئے۔ علامہ ابوالحسن علی فارسی (م ۷۳۷ھ) نے اس کو فقہی ابواب پر" الاحسان

---

[1] شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فواید جامعہ بر عجالہ نافعہ ص (۸)

[2] شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجۃ اللہ البالغہ جلد ۱ ص ۱۷۔

[3] ابن العماد الحنبلی، شذرات الذہب جلد ۳ ص ۱۶۔

فی تقریب صحیح ابن حبان کے نام سے مرتب کیا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) نے اس پر مفید حواشی لکھے۔ اور علامہ عمر بن المعروف بابن ملقن (م ۸۰۴ھ) نے اس کو مختصر ابواب پر مرتب کیا۔[1]

صحیح ابن حبان کو سب سے پہلے شیخ محمد عبدالرزاق حمزہ نے ایڈٹ کر کے مطبعہ سلفیہ مدینہ منورہ سے شائع کیا۔ اور اب ۱۹۸۰ء میں مکتبہ الاثریہ سانگلہ ہل کے مالک و مدیر مولانا عبدالشکور صاحب اثری نے مطبع سلفیہ کا فوٹو سٹیٹ، جلدوں میں شائع کیا ہے۔

نام ونسب و خاندان ابن حبان، امام محمد، کنیت ابو حاتم اور لقب ابن حبان تھا۔ قصبہ بست کے رہنے والے تھے۔ یہ قصبہ سیستان اور غزنی کے درمیان واقع ہے۔ بست کی خاک سے کئی نامور محدثین کرام پیدا ہوئے۔ سنن ابی داؤد کے شارح اور عظیم محدث صاحب معالم السنن امام ابو سلیمان خطابی (م ۳۸۸ھ) کا تعلق بھی اسی مردم خیز سرزمین سے ہے۔[2]

ولادت ابن حبان ۲۷۵ھ میں پیدا ہوئے۔[3]

اساتذہ ابن حبان کے اساتذہ و شیوخ کی تعداد بہت زیادہ ہے، حافظ ذہبی (م ۷۴۸ھ) اور علامہ سبکی (م ۷۷۱ھ) فرماتے ہیں۔

> مصر سے خراسان تک کے بے شمار لوگوں سے ابن حبان نے اکتساب فیض کیا۔[4]

آپ کے اساتذہ میں امام ابوبکر بن خزیمہ (م ۳۱۱ھ)، ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی

---

* اس فقرہ کی تصحیح نہیں ہوسکی۔

1. عبدالرحمن مبارک پوری، مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص ۱۶۳۔
2. معجم البلدان جلد ۲ ص ۱۸۰۔
3. ذہبی، تذکرۃ الحفاظ جلد ۳ ص ۱۳۴۔
4. ذہبی، تذکرۃ الحفاظ جلد ۳ ص ۱۳۴۔

(م ۳۰۳ھ) اور امام ابو یعلیٰ موصلی (م ۳۰۷ھ) جیسے ائمۂ فن اور نامور محدثین شامل ہیں۔ امام ابو بکر بن خزیمہ (م ۳۱۱ھ) سے خاص تعلق تھا۔ فقہ، اصول، حدیث اور فرائض کی تعلیم ان ہی سے حاصل کی[1] اور آپ کے تلامذہ کی فہرست بھی بہت طویل ہے۔ امام ابو عبد اللہ حاکم صاحب المستدرک (م ۴۰۵ھ) بھی ان کے تلامذہ میں شامل ہیں[2]

رحلت و سفر امام ابن حبان نے علم و فن کی تحصیل کے لیے متعدد اسلامی ممالک کا سفر کیا۔ ارباب سیر نے ان کے اسکندریہ (مصر) نیشاپور، بغداد، کوفہ، موصل، حلب، بخارا، حجاز اور شام وغیرہ جانے کی تصریح کی ہے[3]

وفات ابن حبان نے ۲۴ شوال ۳۵۴ھ بروز جمعہ ۸۰ سال کی عمر میں اپنے آبائی گاؤں بست میں انتقال کیا[4]

---

[1] ذہبی، تذکرۃ الحفاظ جلد ۳ ص ۱۳۴۔
[2] تقی الدین سبکی، طبقات الشافعیہ جلد ۲ ص ۱۴۱۔
[3] ابن حجر، لسان المیزان جلد ۵ ص ۱۱۵، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، بستان المحدثین ص ۴۔
[4] تقی الدین سبکی، طبقات الشافعیہ جلد ۲ ص ۱۴۱۔